

از عدالت الاعظمیٰ

بیانا بھیمیا

بنام

حکومت آندھرا پردیش

(جے۔ ایل۔ کپور، ایم۔ ہدایت اللہ اور جے۔ سی۔ شاہ، جسٹسز)

سیلز ٹیکس - ترسیل حکم - کا مطلب - دو الگ الگ لین دین - سیلز ٹیکس، اگر دونوں پوائنٹس پر لاگو ہوتا ہے - سامان کی فروخت ایکٹ، 1930 (111 آف 1930)، دفعہ 2 (4) - مدراس جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ، 1939 (مدراس IX آف 1939)۔

جواب دہندگان نے پٹسن کی بور یوں کا سودا کیا۔ انہوں نے پہلے دو ملوں کے ساتھ معاہدہ کیا جو مستقبل میں ڈیلیوری کے لیے ایک مخصوص شرح پر پٹسن کی بوریاں خریدنے پر راضی ہوئے، اور تیسرے فریق کے ساتھ بھی معاہدہ کیا، جس کے ذریعے انہوں نے ان تیسرے فریق سے کچھ اضافی چارج کیا اور ڈیلیوری آرڈر کے حوالے کیا جسے کچا ڈیلیوری آرڈر کہا جاتا ہے۔ تاہم ملز نے تیسرے فریق کو معاہدہ کرنے والے فریقوں کے طور پر قبول نہیں کیا، بلکہ صرف اپیل کنندگان کے ایجنٹ کے طور پر اور کچے کی ترسیل کے آرڈر کے خلاف سامان کی ترسیل کی، اور تیسرے فریق سے سیلز ٹیکس وصول کیا۔ ٹیکس حکام نے اپیل کنندہ اور فریق ثالث کے درمیان ان لین دین کو تازہ فروخت سمجھا اور دوبارہ سیلز ٹیکس لگانے کی کوشش کی، جس کا اپیل کنندگان کا کہنا تھا کہ یہ مطالبہ قابل نہیں تھا کیونکہ دوسری فروخت نہیں تھی۔ کچے کے ڈیلیوری آرڈر کی ڈیلیوری سامان کی فروخت کے مترادف نہیں تھی، بلکہ یہ صرف پٹسن کی بور یوں کی ڈیلیوری حاصل کرنے کے حق کی

تفویض تھی جو کہ وجود میں نہیں تھی اور معاہدے کے لیے مختص نہیں تھی۔ یہ صرف آگے کے معاہدے کی تفویض تھی۔

منعقد کیا، کہ فریقین کے درمیان معاہدوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیسرے فریق کو فروخت کنندگان کے ذریعہ تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ ڈیلیوری آرڈر سامان کے عنوان کی دستاویز ہونے کے ناطے، ایسی دستاویز کے قبضے سے نہ صرف سامان کی بازیابی کا حق ملتا ہے بلکہ اسے توثیق یا ترسیل کے ذریعے دوسرے کو منتقل کرنے کا بھی حق ہوتا ہے۔ فروخت کے دو الگ الگ لین دین، ایک ملز اور اصل خریداروں کے درمیان اور دوسرا اصل خریداروں اور تیسرے فریق کے درمیان، دونوں پوائنٹس پر ٹیکس قابل ادائیگی تھا۔

سیلز ٹیکس آفیسر، پیلی بھیت بمقابلہ میسرز بدھ پرکاش جے پرکاش، (1955) 243 SCR، پوپت لال شاہ بمقابلہ ریاست مدراس، (1953) 677 SCR، اور ریاست آندھرا بمقابلہ کولہ سریرامور تھی نے 27 جون 1957 کے فیصلہ کا حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیلیں 1960 کے نمبر 223 اور 224۔

1956 کے ٹیکس نظر ثانی کیس نمبر 17 اور 18 میں آندھرا پردیش ہائی کورٹ، حیدرآباد کے 23 نومبر 1956 کے حکم سے اپیلیں۔

سی۔ کے۔ دفتری، سالیسیٹر جنرل آف انڈیا اور ٹی وی آر۔ تاتا کاری، اپیل کنندگان کے لیے۔

کے این راجا گوپال ساستری اور ڈی گپتا، جواب دہندہ کیلئے۔

14 دسمبر 1960 کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس ہدایت اللہ۔ یہ دو اپیلیں ہیں جو آندھرا پردیش کی ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے ٹیٹو فیکٹ پر ہیں جو کہ ہائی کورٹ میں اپیل کنندگان کی طرف سے دائر کردہ سیلز ٹیکس نظر ثانی میں مشترکہ فیصلے کے خلاف ہیں۔

حقائق کچھ یوں ہیں: سال 1952-53 میں، جس کے لیے سیلز ٹیکس کا تخمینہ زیر بحث تھا، اپیل کنندگان نے پٹسن کی بوریوں کا سودا کیا، اور انہیں ضلع وشاکھا پٹنم کی دولوں سے خریدا اور اس سلسلے میں انہوں نے تیسری پارٹی کو ڈیلیوری آرڈر جاری کیے۔ جن کے ساتھ انہوں نے الگ الگ لین دین کیا تھا۔ اپیل کنندگان کا طریقہ کار یہ تھا: انہوں نے سب سے پہلے ملز کے ساتھ معاہدہ کیا جس میں مستقبل کی ترسیل کے لیے ایک خاص شرح پر پٹسن کی بوریاں خریدنے پر اتفاق کیا گیا۔ نمائش A-1 ایسے معاہدوں کا ایک نمونہ ہے۔ اپیل کنندگان نے ملز کے ساتھ معاہدے بھی کیے، جس کے ذریعے اپیل کنندگان کی درخواست پر ملز تیسرے فریق کو سامان فراہم کرنے پر راضی ہوئی۔ تاہم، ملز نے تیسرے فریق کو معاہدہ کرنے والے فریق کے طور پر قبول نہیں کیا بلکہ صرف اپیل کنندگان کے ایجنٹ کے طور پر قبول کیا۔ نمائش A-2 اور A-2(a) اس قسم کے نمونے کے معاہدے ہیں۔ ڈیلیوری کی تاریخ سے پہلے، اپیل کنندگان نے فریق ثالث کے ساتھ معاہدہ کیا، جس کے ذریعے انہوں نے فریق ثالث سے کچھ اضافی چارج کیا اور انہیں ڈیلیوری آرڈرز دے دیے، جنہیں کچا ڈیلیوری آرڈرز کے نام سے جانا جاتا تھا۔ نمائش A-3 اور A-4 بالترتیب معاہدے اور ڈیلیوری آرڈرز کے نمونے ہیں۔ ملز کے ڈیلیوری آرڈرز کے ساتھ انوائس اور بل کے ساتھ سامان ڈیلیور کرتی تھیں، جن میں سے نمائش A-6 اور A-7 بالترتیب نمونے ہیں، اور تیسرے فریق سے سیلز ٹیکس وصول کرتے تھے۔ تاہم، ٹیکس حکام نے اپیل کنندگان اور فریق ثالث کے درمیان ہونے والے لین دین کو ایک تازہ فروخت کے طور پر سمجھا، اور اس پر دوبارہ سیلز ٹیکس لگانے کی کوشش کی، جو کہ اپیل کنندگان کا کہنا تھا کہ یہ مطالبہ قابل نہیں تھا، کیونکہ کوئی دوسری فروخت نہیں تھی۔

اپیل کنندگان ڈپٹی کمرشل ٹیکس آفیسر، گنٹور کے سامنے اپنے دلائل میں ناکام رہے، اور ڈپٹی کمشنر آف کمرشل ٹیکس، گنٹور اور آندھرا سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل، گنٹور میں ان کی اپیلیں ناکام ہو گئیں۔ اس کے بعد اپیل کنندگان مدراس جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ 1939 (جیسا کہ 1951 کے مدراس ایکٹ نمبر 6 کے ذریعے ترمیم شدہ) کے تحت نظر ثانی کے لیے ہائی کورٹ گئے، لیکن دوبارہ ناکام رہے۔ تاہم ہائی کورٹ نے سٹوکیٹ دیے، جن پر یہ اپیلیں دائر کی گئی ہیں۔

اپیل کنندگان کا موقف یہ ہے کہ معاہدہ اور کچے کے ڈیلیوری آرڈر کی ڈیلیوری سامان کی فروخت کے مترادف نہیں تھی، بلکہ یہ صرف پٹسن کی بوریوں کی ترسیل کے حق کی تفویض تھی، جو اس وقت موجود نہیں تھے۔ تیسرے فریق کے ساتھ لین دین، اور معاہدے کے لیے مختص نہیں کیا گیا تھا، یا متبادل کے طور پر، کہ یہ صرف

آگے کے معاہدے کی تفویض تھی۔ ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے سیلز ٹیکس آفیسر، پیلی بھیت بمقابلہ میسرز بدھ پرکاش جے پرائکاسک اور پوپت لال شاہ بنام ریاست مدراس میں رپورٹ کیے گئے اس عدالت کے فیصلوں پر ہائی کورٹ پر انحصار کیا ہے تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ یہ لین دین فروخت نہیں تھے۔ ہمارے سامنے اپیل کنندگان نے ان مقدمات پر بھروسہ نہیں کیا تھا، غالباً اس لیے کہ ہائی کورٹ نے یہاں حقائق پر ان کی عدم اطلاق کا اظہار کیا ہے۔

اپیل کنندگان کی طرف سے پیش ہونے والے ماہر سالیسٹر جنرل نے اپنے کیس کو مکمل طور پر پہلے تنازعہ پر روک دیا، یعنی کہ پٹسن کی بور یوں کی ڈیلیوری حاصل کرنے کا حق صرف ایک تفویض تھا نہ کہ فروخت۔ انہوں نے استدلال کیا کہ ملز اور تیسرے فریق کے درمیان فروخت کا صرف ایک لین دین ہوا، جنہوں نے ڈیلیوری کے حق کی تفویض کی بنیاد پر ملز سے سامان وصول کیا۔ ہماری رائے میں، یہ لین دین کی اصل نوعیت کی نمائندگی نہیں کرتا، یا تو حقیقت میں، یا قانون میں۔

شروع کرنے کے لیے، ملز نے اپنے معاہدوں میں واضح کیا تھا کہ وہ تیسرے فریق کو معاہدہ کرنے والے فریقوں کے طور پر تسلیم نہیں کر رہے ہیں جو ان کے ساتھ پرائیویٹی رکھتے ہیں، اور اپیل کنندگان کے ایجنٹوں کے طور پر تیسرے فریق کو کچے کی ترسیل کے آرڈر کے خلاف ڈیلیوری دی جائے گی۔ اس لیے ملز نے صرف اپیل کنندگان کو معاہدہ کرنے والے فریقوں کے طور پر تسلیم کیا، اور اس طرح ملز کی جانب سے اپیل کنندگان کو فروخت کیا گیا، جس پر سیلز ٹیکس کا صحیح مطالبہ کیا گیا اور ادا کیا گیا۔ جہاں تک فریق ثالث کا تعلق تھا، انہوں نے اضافی قیمت ادا کر کے سامان خریدا تھا، اور اس لین دین کو، قانون کے مطابق اور درحقیقت، اپیل کنندگان اور فریق ثالث کے درمیان فروخت کا ایک تازہ لین دین سمجھا جانا چاہیے۔ ڈیلیوری آرڈر سامان کے عنوان کی ایک دستاویز ہے (سامان کی فروخت کے ایکٹ کے دفعہ 2 (4) کے ذریعے)، اور ایسی دستاویز کے مالک کو نہ صرف یہ حق حاصل ہے کہ وہ سامان وصول کرے بلکہ اسے توثیق کے ذریعے کسی دوسرے کو منتقل کرے۔ یا ترسیل۔ ملز کی طرف سے فریق ثالث کو ڈیلیوری کے وقت، درحقیقت، دو ڈیلیوریاں تھیں، ایک ملز کی طرف سے اپیل کنندگان کو، جہاں تک ملز کا تعلق تھا، اپیل کنندگان کے ایجنٹوں کے ذریعے، تیسرے فریق، اور دوسرا، اپیل کنندگان کے ذریعے تیسرے فریق کو اپیل کنندگان سے خریدار کے طور پر۔ یہ دونوں ڈیلیوری وقت کے لحاظ سے ہم آہنگ ہو سکتی ہیں، لیکن حقیقت میں اور قانون کی نظر میں الگ الگ تھیں۔ اگر ملز کے خلاف تیسرے فریق کو کچے کے ڈیلیوری آرڈر کے تحت سامان کی ترسیل کے بارے میں کوئی تنازعہ پیدا ہوا تو اپیل کنندگان کے کہنے پر کارروائی ہو سکتی ہے۔ فریق ثالث صرف اپیل کنندگان کے خلاف معاہدے کی

خلاف ورزی پر آگے بڑھ سکتے ہیں ملز کے خلاف نہیں۔ ہماری رائے میں، فروخت کے دوا لگ الگ لین دین ہونے کی وجہ سے، دونوں پوائنٹس پر ٹیکس قابل ادائیگی تھا، جیسا کہ ٹیکس حکام اور ہائی کورٹ نے صحیح طور پر اشارہ کیا ہے۔

اپیل کنندگان نے ریاست آندھرا بمقابلہ کولیا سریرامامورتی میں آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے فیصلے پر انحصار کیا، لیکن وہاں حقائق مختلف تھے، اور خود ڈیویژن بیچ نے اس کیس کو نمٹاتے ہوئے، اپیل کے تحت فیصلے میں فرق کیا، یہ مشاہدہ کیا کہ وہاں اپیل کے تحت فیصلے میں بیان کردہ اصولوں کے اطلاق کی کوئی گنجائش نہیں تھی، کیوں کہ مذکورہ کیس میں، "سامان میں موجود جائیداد ملز سے اسی کے پاس نہیں گئی تھی اور نہ ہی سامان کی فروخت کا کوئی معاہدہ حاصل کیا گیا تھا۔ مستقبل میں تعین کنندہ اور تیسرے فریق کے درمیان۔ نتیجے میں، اپیلیں ناکام ہو جاتی ہیں، اور اخراجات کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہیں۔ ایک سماعت کی فیس۔

اپیلیں خارج کر دی گئیں۔